دعوت و عزیمت کے علمبردار

حضرت مجدد الف ثانیؒ

قسط ۲

تحصیل علم | آپ نے سب سے پہلے گھر پر قرآن مجید حفظ کیا جس پر بہت کم وقت خرچ ہوا اکثر کتب درسیہ اور بعض کتب تصوف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے علماء سرہند سے پڑھیں۔ علاوہ ازیں مولانا کمال کشمیری سے فنون کی کتابیں، شیخ یعقوب سے کتب احادیث اور قاضی بہلول بدخشانی سے متفرق کتب پڑھ کر تکمیل علم کی۔ شیخ کو ادب و انشاء میں بے نظیر ملکہ حاصل تھا، جس پر آپ کی تصنیفات دال ہیں۔ دربار اکبری کے ابوالفضل فیضی کسی کو درخور اعتناء نہ سمجھتے تھے لیکن شیخؒ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

تحصیل طریقت | علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد تصوف کی طرف متوجہ ہوئے کہ ——— ع

شعر خود خواہش آں کرد کہ گردد فن ما ——— خود تصوف اور نسبت مع اللہ کو آپکی انتظار تھی۔ اس کوچہ میں قدم رکھتے ہی سب سے پہلے والد بزرگوار سے طریقہ چشتیہ میں بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ پھر طریقہ قادریہ اخذ کیا اور تعلیم والد بزرگوار سے ہی حاصل کی اور خرقہ خلافت حضرت شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی سے حاصل ہوا۔ المختصر سترہ برس کی قلیل عمر میں جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ ہو کر والد بزرگوار کے سامنے ہی کتب درسیہ کی تعلیم اور طریقہ کی تلقین فرمانے لگے۔ انہی دنوں میں سلسلہ کبرویہ کے مشہور بزرگ مولانا یعقوب صرفیؒ سے سلسلہ کبرویہ حاصل کیا۔ ان تمام کمالات کے باوجود سلسلہ نقشبندیہ کی طلب قلب اطہر میں موجزن کیا ہوئی بڑھتے بڑھتے حد عشق کو پہنچ گئی۔ یہاں تک ۱۰۰۸ھ میں والد محترم نے دار فانی سے کوچ کیا تو بغرض حج بیت اللہ گھر سے نکل کر دہلی پہنچے وہاں ملا حسن کشمیری سے خواجہ محمد باقی باللہؒ کی نسبت معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ پہلے بزرگ تھے سلسلہ نقشبندیہ کے جنہوں نے

سرزمین ہند کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ کابل میں ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے اپنے شیخ خواجہ امکنگی کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے، دہلی کو اپنا مستقر قرار دیا۔ بڑے باکمال بزرگ تھے۔ صرف ۴۱ سال کی عمر میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ شنبہ کے دن وفات پائی۔ وفات سے قبل صاحبزادگان کو شیخ مجددؒ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ اب امید حیات کم ہے، دہلی میں بیرون اجمیری دروازہ مزار مبارک مرجع عام وخاص ہے۔ آپ کے علو مقام کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ شیخ مجدد جیسی اولوالعزم شخصیت نے آپ کو اپنا پیرو مرشد بنایا ہے

مقام حضرت خواجہ نہ پوچھو مختصر یہ ہے
کہ وہ تھے مرشدِ برحق مجدد الف ثانی کے

بہرحال آپ کا ذکر سن کر محض ملاقات کی غرض سے تشریف لے گئے۔ قیام وبیعت کا قطعاً ارادہ نہ تھا، خواجہ بھی دیر آشنا تھے۔ لیکن نگاہ اول میں ہی دیکھ کر فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو ایک مہینہ یا کم سے کم ایک ہفتہ قیام کریں۔ آپ نے بھی بلاعذر قبول فرمالیا۔ صحبت کا اثر ایسے جلدی ہوا کہ دو دن بعد آپ کی خواہش پر خواجہ نے خلافِ معمول بلا استخارہ بیعت کرلی۔ آپ نے ۲½ ماہ کا قلیل عرصہ قیام کیا۔ اس مختصر مدت میں نسبت نقشبندیہ جو دوسرا نام ہے دوام حضور وآگاہی کا اور جس کی تعبیر حدیثِ پاک میں کانک تراہ سے کی گئی ہے حاصل کرکے وہ کمالات حاصل کئے کہ مالاعین رأت ولااذن سمعت۔ کا مصداق ہیں۔ اس کے بعد دو مرتبہ سرہند سے دہلی آکر ملاقات کی سب سے پہلی ملاقات میں کامل طریق سے سلسلہ نقشبندیہ کے حصول کی بشارت ملی دوسری مرتبہ خلعت خلافت عطا ہوئی اور خواجہ نے اپنے مخصوص ترین احباب کو تعلیم کے لئے آپ کے سپرد کیا۔ تیسری مرتبہ استقبال کو نکلے اپنے حلقہ میں آپ کو سرحلقہ بناکر بٹھایا، اور مریدین کو حکم دیا کہ شیخ احمد کی موجودگی میں میری طرف کوئی توجہ نہ کرے۔ اس مرتبہ رخصت کرتے ہوئے فرمایا امید حیات بہت کم ہے ضعف بہت معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے صاحبزادگان خواجہ عبید اللہ اور شیر خوار خواجہ عبداللہ کو آپ کے سپرد کردیا۔

مرشد کی شہادت | خواجہ محمد باقی باللہ شیخ مجددؒ کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ تفصیل کا وقت نہیں، مختصراً سنیں۔ "شیخ احمد مردے است از سرہند کثیر العلم وقوی العمل روزے چند فقیر با و نشست وبرخاست کرد عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمود بآں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردد الحمدللہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا یقین پیوستہ[1]"

---

[1] مقامات ربانی ص۱۱

"شیخ احمد آفتاب است کہ مثل ہزارہا ستارہا در سایہ اوگم اند مثل ایشاں دریں وقت زیر فلک نیست و مثل ایشاں چندکس دریں امت گذشتہ اند و ایشاں دریں وقت از کمل محبوباں اند"

اندازہ فرمائیں مرید تو پیر کی تعریف کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن یہاں پیر جن خیالات کا اظہار کر رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہیں — اور آپ نے بھی حق خدمت ادا کیا اور اس سلسلہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اپنے پیر زادوں خواجہ عبید اللہ اور خواجہ عبد اللہ کو لکھتے ہیں:

"ایں فقیر از تا سر قدم غرق احسانہائے والد بزرگوار شما است دریں طریق سبق الف بے از ایشاں گرفتہ است و تہجی حروف ایں راہ از ایشاں آموختہ و دولت اندراج النہایہ فی البدایہ ببرکت صحبت ایشاں حاصل کردہ۔ (مکتوب ۲۶۶ دفتر اول حصہ چہارم)" اور مکتوب نمبر ۲۱ دفتر اوّل حصہ اوّل میں فرماتے ہیں: "تا آنکہ حق سبحانہ و تعالیٰ بمحض کرم خویش بخدمت ارشاد پناہی حقائق و معارف آگاہی مؤید الدین الرضی شیخنا و مولٰنا و قبلتنا محمد الباقی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ رسانید و ایشاں بہ فقیر طریقہ علیہ نقشبندیہ تعلیم فرمودند و توجہ بلیغ بحال ایں مسکین مرعی داشتند۔"

اس عنوان کو ختم کرنے سے قبل دو واقعے ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلا یہ کہ خواجہ محمد الباقی نے تیسری مرتبہ مجدد صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے ہندوستان آنے کے لئے استخارہ کیا تو بعد استخارہ معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت طوطی میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا ہے۔ میں اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال رہا ہوں اور وہ اپنے منقار سے شکر میرے منہ میں دے رہا ہے۔ اس واقعہ کو میں نے اپنے پیر و مرشد خواجہ امکنگی سے ذکر کیا تو فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے۔ وہاں تمہاری تربیت سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جس سے ایک جہاں منور ہوگا اور تم کو بھی اس میں حصہ ملے گا۔ خواجہ نے اس تعبیر کا مصداق آپ کو قرار دیا۔ دوسرا یہ کہ خواجہ نے اسی موقعہ پر فرمایا کہ میں جب ہندوستان آتے ہوئے سرہند پہنچا تو معلوم ہوا کہ میں ایک قطب کے پڑوس میں اترا ہوں اور اسکا حلیہ مجھے بتایا گیا۔ جتنے درویش مجھے ملے، نہ تو اس حلیے کا ان میں کوئی تھا، اور نہ صفت قطبیت کسی میں تھی میں نے خیال کیا کہ آئندہ اس شہر میں ایسا کوئی صاحب نصیب پیدا ہوگا۔ جب تمہارا حلیہ دیکھا تو وہی تھا جو مجھے دکھلایا گیا تھا اور تم میں صفت قطبیت کی قابلیت بھی معلوم ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ظاہری کمالات | حضرت شیخ ظاہری و باطنی کمالات کے جامع تھے۔ تذکروں سے پتہ

چلتا ہے کہ شکل و صورت اللہ نے ایسی دی تھی اور اتنی محبوب کہ ہر دیکھنے والا تبارک اللہ احسن الخالقین کہہ اٹھتا۔ نیز یہ کہ طلب معاش کی فکر آپ کو کبھی دامن گیر نہ ہوئی اور کیوں ہوتی جس ذات اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کی غرض سے آپ کا وجود باجود بنا تھا۔ اسکو حکم خداوندی تھا وأمر اهلك بالصلاة واصطبر عليها لا نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوى (سورۂ طٰہٰ)

جہانگیر بادشاہ آخر میں آپکا غلام بن گیا، لیکن کوئی امداد قبول نہ کی۔ حتیٰ کہ مریدین میں سے کسی کو اس فکر میں مبتلا دیکھتے تو نصیحت فرماتے۔ چنانچہ مکتوب ۵۰ دفتر دوم حصہ ہفتم بنام مولانا محمد ہاشم خصوصیت سے ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ہے ۔۔۔ ارشاد فرماتے ہیں :۔۔۔ بہر حال متوجہ احوال باطن باشند و طفیلی را ضروری دانند و الضرورة تتقدر بقدرها۔ الخ

امام ابو حنیفہؒ کی عظمت و رفعت اور تقلید کی ضرورت | اس علم و عمل کے باوصف جنکی تعریف آپ کے پیرو مرشد نے کی، آپ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے، اور کٹر حنفی! ۔ امام ابو حنیفہ کی عظمت و رفعت، ان کے علوم و اجتہاد اور تقویٰ و ورع کے متعلق مکتوبات میں بہت کچھ موجود ہے۔ پہلے ضرورت تقلید کے متعلق سنیں، مکتوب ۲۷۲ دفتر اول حصہ پنجم میں فرماتے ہیں : "قیاس و اجتہاد اصلی است از اصول شرعیہ کہ ما بتقلید آں ماموریم بخلاف کشف و الہام کہ ما را بتقلید آں امر نہ فرمودند الہام بر غیر حجت نیست و اجتہاد بر مقلد حجت است پس تقلید علماء مجتہدین باید کرد۔"

مسئلہ سماع و استغنا کے متعلق مکتوب ۲۶۶ دفتر اول حصہ چہارم میں فرماتے ہیں: "عمل صوفیہ در حل و حرمت سند نیست ہمیں بس نیست کہ ما ایشاں را معذور داریم و ملامت نکنیم و امر ایشاں را بحق سبحانہ و تعالیٰ مفوض داریم ایجا قول امام ابی حنیفہ و امام ابی یوسف و امام محمد معتبر است نہ عمل ابی بکر شبلی و ابی حسن نوری"۔ سبحان اللہ مسئلہ کی وضاحت کر دی اور مقام ادب بھی سمجھا دیا کہ دنیا سے جانے والوں پر ملامت سے کیا فائدہ۔ تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔ (البقرہ) ۔۔۔ کاش! دورِ حاضر کے متجددین و نقاد غور سے دیکھیں اور سبق حاصل کریں۔

امام ابو حنیفہ کے متعلق مکتوب ۵۵ دفتر دوم حصہ ہفتم میں فرماتے ہیں : "مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است رحمۃ اللہ علیہ کہ ببرکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز و قاصر اند۔۔۔۔۔ و فراست امام شافعیؒ بہ کرشمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقهاء كلهم عيال ابي حنيفة۔ ۔۔۔۔۔ بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ مے شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مے نماید

وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر مے آیند - الخ

رعایت سنت | اتباع سنت سے جو حصہ وافر آپکو ملا تھا اسکا اندازہ اس سے لگائیں کہ ایک مرتبہ ایک خادم سے زکھی لونگوں میں سے چند دانے لانے کو فرمایا، وہ چھ دانے لائے تو فرمایا کہ ہمارے صوفی کو اب تک یہ بھی پتہ نہ چلا کہ عدد طاق کی رعایت سنت ہے۔ اللہ وتر یحب الوتر۔

مکتوب ۵۴ دفتر دوم حصۂ ہفتم میں اتباع سنت کے سات درجے بیان فرما کر آخر میں لکھتے ہیں۔ "بالجملہ ہر دولتے کہ آمدہ است از برائے انبیاء علیہم السلام آمدہ است سعادت امتاں است کہ بہ طفیل انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ازاں دولت بہرہ یابند وازلش ایشاں تناول نمایند ؎

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم
ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

تابع کامل کسے است کہ بایں ہفت درجہ متابعت متحلی شود ——— الخ

دیگر معمولات | کثرت عبادات نوافل اور تلاوت قرآن سے خاص شغف تھا، نماز کے علاوہ بھی کثرت سے تلاوت فرماتے اور حلقہ میں حفاظ سے سننے کے علاوہ جب کوئی اچھا قاری آجاتا تو اس سے بھی سنتے اس شغف کو دیکھ کر جامی مرحوم کا شعر یاد آجاتا ہے ؎

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات
ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی !

لنگر خانہ ہر وقت چلتا رہتا، بڑے چھوٹے کی کوئی تمیز نہ تھی، حتیٰ کہ خود بھی وہی چند لقمے تناول فرماتے، دوپہر کا قیلولہ ضرور کرتے۔ رمضان کے روزے کبھی سفر میں بھی قضا نہ فرماتے۔ ادائیگی زکوٰۃ میں انقراض سال کا خیال بالکل نہ فرماتے، بلکہ جب کچھ ہو جاتا ۱/۴ علیحدہ کر کے رکھ دیتے اور مستحقین کو دیتے رہتے، غرض ہر جگہ اور ہر مسئلہ میں عزیمت پہ عمل تھا۔ پوری زندگی میں رخصت کا نشان نہیں ملتا۔ حقوق العباد کا خاص اہتمام تھا اولاد اور مریدین کی تربیت بیماروں کی تیمارداری اور جنازوں میں شرکت سبھی کا اہتمام فرماتے ———

امر بالمعروف ونہی عن المنکر | اب ہم اس موڑ پہ ہیں جہاں سے آپ کی مبارک ومسعود زندگی کا حقیقی کمال سامنے آتا ہے۔ اس مسئلہ میں آپ مامور من اللہ کی سی شان رکھتے ہیں، کسی ملامت کا خوف کسی ایذا کا ڈر کوئی خطرہ اور لالچ آپ کے راستہ کو نہ روک سکا۔ آپ کے زمانہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور عروج پہ تھی، عمر مبارک کا ابتدائی حصہ اکبر کے زمانہ میں گذرا جو گویا

لامذہبیت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی سلطنت تھی۔ ہندو سے صلح و آشتی تھی اور دین اسلام کے ساتھ مکمل بغض وعناد! تفصیلات کا وقت نہیں اس کو کسی دوسری فرصت پر چھوڑتے ہوئے چند چیزیں عرض کر کے آگے بڑھتا ہوں۔ تاکہ مقام شیخ سمجھنے میں ذرا آسانی ہو۔ کیونکہ ماحول کو سمجھے بغیر کسی کی حقیقت سامنے نہیں آسکتی۔

لامذہب اکبر کے عہد کی ایک جھلک | اس سلسلہ کی تفصیلات ملا عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ سے ماخوذ ہیں۔ بجائے توحید، صریح شرک! عبادت آفتاب را روزے چہار وقت کہ سحر و شام و نیم روز و نیم شب لازم گرفتند۔ الخ ص ۳۲۲۔ نیز قرار دادند کہ بہ کلمہ لاالٰہ الا اللہ، اکبر خلیفۃ اللہ علانیہ تکلیف نمائید۔ ص ۲۷۳۔ نیز بجائے سلام، مریداں چو ہمدگر ملاقات بہ کردند یکے اللہ اکبر دیگرے جل جلالہ گوئند ص ۳۵۶۔ سود، جوا، شراب کی حلت۔ ربوا، وقمار حلال شد و دیگر محرمات برایں قیاس باید کرد۔ شراب مباح باشد ---- در مجالس نوروزی اکثر علماء و صلحاء بلکہ قاضی ومفتی را نیز در وادی قدم نوشی آوردند۔ غسل جنابت۔ فرضیت غسل جنابت مطلقاً ساقط شد۔ داڑھی کی درگت، نوبت بایں جا رسید کہ بادشاہ کو حدیث دکھلائی گئی کہ پسر صحابی متریش (داڑھی منڈا) در نظر آنحضرتؐ آمد فرمودند کہ اہل بہشت بایں ہیئت خواہند بود۔ ص ۲۰۷۔ العیاذ باللہ۔ ساردا ایکٹ یا عائلی قوانین۔ جس کی رو سے چچازاد اور خالو زاد ہمشیرہ سے نکاح منع تھا، نیز ۱۶ سال سے کم عمر لڑکا اور ۱۴ سال سے کم عمر لڑکی نکاح نہیں کر سکتے۔ نیز حضرت عائشہؓ کی عمر بوقت رخصتی یعنی ۹ برس کا بالکل انکار تھا۔ نیز بیشتر از یک نکاح نکنند کیونکہ خدا یکے و زن یکے۔ نیز لڑکی کی عمر کی تحقیق کے لئے باقاعدہ معائنہ ہوتا۔ ص ۲۹۱ پردہ۔ حکماً جوان عورتیں کوچہ و بازار میں چہرہ کھلا رکھیں ص ۲۹۱۔ پرمٹ پر زنا۔ خاص آبادیاں تھیں، یعنی قحبہ خانے۔ ختنہ۔ بارہ سال سے کم عمر میں اسکی اجازت نہیں، پھر لڑکا خود مختار ہے۔ ص ۲۷۶۔ میت۔ ابتدا سر مشرق کیطرف اور پاؤں مغرب کیطرف کر کے دفنانے کا حکم تھا۔ ص ۳۵۷۔ پھر حکم ہوا کہ خام غلہ اور پکی اینٹیں باندھ کر سپرد آپ کرد ورنہ مثل چینیاں درخت پر لٹکاؤ۔ کہاں تک لکھیں۔ ع

قیاس کن زگلستان اکبر بہار او (بہ ترمیم)

اس دین جدید کے جو آڑے آتا قتل کر دیا جاتا۔ اس زمانہ کے شہداء حق کی فہرست بڑی طویل اور دردناک ہے۔ ان پہ خدا کی بے رحمتیں ---- !

(باقی آئندہ)